سوال

مجھ پر انکشاف ہوا کہ میری بیوی ایک نوجوان کے ساتھ حرام تعلقات قائم کیے ہوئے ہے، اس خیانت کے انکشاف ہونے کے بعد مجھے شک ہونے لگا کہ ہونے والا بچہ بھی میرا نہیں، اگر یہ بچہ زندہ رہا تو کیا میں نسب کے ثبوت کے لیے میڈیکل رپورٹ پر انحصار کر سکتا ہوں؟ اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو اس حالت میں شرعی حل کیا ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اصل یہی ہے کہ بیوی جو بچہ جنے وہ خاوند کا ہی ہو گا سوال کرنے والے بھائی آپ کے لیے جائز نہیں کہ زنا کرتے ہوئے دیکھے بغیر بیوی پر تہمت لگائیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اسی طرح بغیر کسی دلیل کے بچے اور حمل کی نفی کرنا بھی آپ کے لیے حلال نہیں، یعنی یا تو آپ اسے زنا کرتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں، یا پھر آپ کا حمل ہونا مستحیل ہو یعنی آپ بیوی کے پاس نہ تھے بلکہ غائب تھے، اور یا آپ نے اس کے ساتھ طہر میں جماع ہی نہ کیا ہو اور اس طرح کی دوسری حالت

لیکن اگر اس کے علاوہ کچھ ہو تو پھر آپ کے لیے صرف شک اور شبہ و وہم کی بنا پر حمل اور بچے کی نفی کرنا جائز نہیں، اور جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ کسی دوسرے مرد سے حرام تعلق اور بات چیت کا معنی یہ نہیں کہ اس سے زنا بھی ہوا ہے

اور یہاں ہم یہ اضافہ کرینگے کہ: اس کا یہ معنی نہیں کہ زنا ہوا ہے، یا وہ اس زنا سے حاملہ ہے

اس بنا پر اگر تو آپ نے اپنی آنکھوں سے اسے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے تو پھر آپ کو حمل اور بچے کی نفی کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن اگر یہ سب کچھ شک کی بنیاد پر ہوا ہے تو پھر آپ کو بیوی کے حمل اور بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں، اور آپ شیطانی وسوسوں میں مت آئیں، اور اس سے بچ کر رہیں کہ آپ تہمت و بہتان اور خیانت و وسوسے کے عالم میں زندگی گزارنے لگیں، وگرنہ اس طرح تو آپ کی دنیا و دین دونوں ہی خراب ہو جائینگے

اور پھر بچے کے نسب کا ثبوت حاصل کرنے کے لیے میڈیکل رپورٹ پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ شک و وسوسہ کا دروازہ ہے، اور اگر لوگوں کے لیے یہ دروازہ کھول دیا گیا کہ وہ اس رپورٹ پر اعتماد کریں جس رپورٹ میں غلطی ہونے کا امکان موجود ہے تو لوگ ان رپورٹوں پر ہی اعتماد کرنا شروع کر دیں گے

اس لیے شریعت مطہرہ نسب کے ثبوت کے لیے ادنی سی دلیل پر بھی اعتماد کرتی ہے، اور نسب کی نفی میں قوی سے قوی دلیل پر اعتماد رکھتی ہے

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نسب کے ثبوت کے لیے احتیاط کی جائیگی، اور نسب ادنی سی دلیل کے ساتھ ثابت ہو جائیگا، اور اس سے لازم آتا ہے کہ نسب کی نفی میں تشدید کی جائے، اور کسی کمزور دلیل کی بنا پر نفی نہ ہو بلکہ قوی دلیل کے ساتھ نفی کی جائے "

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (420/6).

اور یہ بھی علم رکھیں کہ میڈیکل رپورٹ لعان کے قانون کے قائم مقام نہیں ہو سکتی؛ کیونکہ عورت اپنے خاوند کی جانب سے لگائی گئی تہمت اور اپنے ستر کو لعان کے ساتھ دور کر سکتی ہے، اور اللہ عزوجل کو علم ہے کہ ان دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے، لیکن اس کے باوجود لعان مشروع کیا گیا؛ لہذا ان میڈیکل رپورٹس کے ساتھ خاوند کو حق دیا اور عورت کو اس

سے منع نہیں کیا جا سکتا"

رابطہ عالم اسلامی کے تحت "مجلس المجمع الفقھی" کے سولویں اجلاس جو کہ مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا میں ڈی این اے ٹیسٹ اور اس سے متعلق دوسرے امور کے متعلق یہ فیصلہ ہوا جس میں اس طرح کی حالت میں اس رپورٹ پر اعتماد کرنے کے عدم جواز اور اس کو لعان کے قائم مقام نہ بنانے کا فیصلہ ہو جو ہمارے سابقہ قول کی تائید بھی ذیل میں ہم اس فیصلہ کو پیش کرتے ہیں:

ساتویں قرار:

ڈی این اے ٹیسٹ اور اس سے استفادہ امور کے متعلق:

وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعد:

سب تعریفات اللہ وحدہ کے لیے ہیں، اور اس پر درود و سلام جس کے بعد کوئی نبی نہیں

اما بعد:

اسلامی فقہ اکیڈمی کی مجلس اپنے سولویں اجلاس جو کہ مکہ مکرمہ میں (21-1422/10/26ھ) الموافق (5-2002/1/10 میلادی) میں منعقد ہوا میں درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

فقہ اکیڈمی کے پندرھویں اجلاس میں ڈی این اے ٹیسٹ کی تعریف کو دیکھتے ہوئے کہ ڈی این اے ٹیسٹ ہر انسان کی بعینہ تعریف پر دلالت کرتا ہے، اور علمی سرچ سے یہ ثابت ہے علمی ناحیہ یہ ایک بہت اچھا وسیلہ ہے جس سے طب شرعی کے امور آسان ہو جاتے ہیں، اور یہ ٹیسٹ کسی بھی بشری خلیہ یعنی خون یا لعاب یا منی یا پیشاب یا کسی اور چیز سے حاصل کیا جا سکتا ہے"

پندرھویں اجلاس میں فقہ اکیڈمی کی جانب سے اس کے لیے قائم کردہ کمیٹی کی رپورٹ جس میں ڈی این اے ٹیسٹ کے متعلق میدانی سرچ اور اس سلسلہ میں کمیٹی کی جانب سے فقہاء اور ڈاکٹر اور تجربہ کار و ماہرین کی جانب پیش کردہ رپورٹ اور اس سلسلہ میں مباحثہ پر غور و خوض کرنے کے بعد درج ذیل نتیجہ سامنے آیا:

ڈی این اے ٹیسٹ کے نتائج اولاد کی والدین کی جانب نسبت یا اس کی نفی کرنے کے تقریبا قطعی ثبوت تک پہنچ رہے ہیں، اور منی یا خون یا لعاب کے نمونہ میں جو حادثہ میں پایا جاتا ہے اس سے اس اس شخص کا علم ہو سکتا ہے، اور یہ عام قیافہ شناسی (جس میں اصل اور فرع کے درمیان جسمانی مشابہت کے وجود کی وجہ سے نسب کا ثبوت ہوتا ہے) سے بہت زیادہ قوی ہے، ڈی این اے ٹیسٹ میں اس اعتبار سے کوئی غلطی اور خطا نہیں، بلکہ خطا تو بشری کوشش یا خلط ملط کے اسباب وغیرہ کی بنا پر ہے، اس وجہ سے درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

اول:

جرم و سزا میں ڈی این اے ٹیسٹ پر اعتماد کرنے میں کوئی شرعی مانع نہیں، اور اسے ان جرائم کے ثبوت کے لیے ایک وسیلہ شمار کرنا جن میں کوئی شرعی حد اور قصاص نہیں کیونکہ حدیث میں ہے (حدود کو شبہات سے ختم کرو) اور یہی چیز معاشرے کے لیے امن اور عدل و انصاف پیدا کرتی ہے اور مجرم کو سزا تک پہنچانے اور تہمت زدہ شخص کو بری کرنے کا باعث ہے، اور شرعی مقاصد میں یہ ایک اہم شرعی مقصد ہے

دوم:

نسب میں ڈی این اے ٹیسٹ کو استعمال کرنے میں بچاؤ اور سری احتیاط ضروری ہے ، اسی لیے شرعی قواعد و اصول اور نصوص کو ڈی این اے ٹیسٹ پر مقدم کرنا ضروری ہے

سوم :

نسب کی نفی میں ڈی این اے ٹیسٹ پر اعتماد کرنا شرعی طور پر جائز نہیں ، اور نہ ہی اسے لعان پر مقدم کرنا جائز ہے

چہارم :

شرعا ثابت شدہ نسب کے صحیح ہونے کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ استعمال کرنا جائز نہیں ہے ، اس کے لیے مخصوص اداروں کو ایسا کرنے سے روکنا اور منع کرنا ضروری ہے ، اور اس کے لیے سخت سزائیں مقرر کی جائیں تو اس سے روک کر رکھیں ؛ کیونکہ ایسا کرنے میں ہی لوگوں کی عزت کی حفاظت اور ان کے نسب ناموں کی دیکھ بھال ہوگی

پنجم :

درج ذیل حالات میں نسب کے ثبوت کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ پر اعتماد کرنا جائز ہے :

1 مجھول نسب کے تنازع کے حالات میں جتنی بھی مختلف صورتیں ہوں جن کا ذکر فقہاء نے کیا ہے چاہے مجھول نسب میں دلائل نہ ہونے یا پھر دلائل برابر ہونے کے تنازع کی حالت میں ہو ، یا پھر وطئ شبہ میں اشتراک کے سبب وغیرہ سے ہو

2 ہاسپٹل اور بچوں کی دیکھ بھال کے مراکز وغیرہ میں بچوں کے اشتباہ کے وقت اور اسی طرح بے بی ٹیسٹ ٹیوب میں اشتباہ کی صورت میں

3 حادثات یا جنگ کی بنا پر بچے ضائع یا خلط ملط ہونے کی حالت میں کہ ان کے گھر اور خاندان والوں کا علم نہ ہوسکے ، یا پھر ایسی لاشیں ملنے کی صورت میں جن کی شناخت ممکن نہ ہو ، یا پھر جنگی قیدی اور گمشدہ افراد کی شناخت کے لیے " انتہی

یہ ایک واضح قوی قرار و فیصلہ ہے ، ہم امید کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ آپ کے لیے اپنے بچے کی نفی کرنے کی ممانعت کے لیے کافی ہوگا

اللہ تعالی سے ہم دعا گو ہیں کہ وہ اسے سچی اور پکی توبہ کرنے کی توفیق دے ، اور آپ کے لیے خیر و بھلائی آسان کرے جہاں بھی ہو ، اور آپ کو اس آزمائش میں صبر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے

اور ہم آپ کو وصیت کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ خیر و بھلائی کریں ، نہ تو اسے ہلاک و تباہ کریں اور نہ ہی ایسی اشیاء کے سامنے پیش کریں جس سے وہ ہلاک و تباہ ہو جائے آپ یہ کر سکتے ہیں کہ اسے طلاق دے کر اس کے سارے حقوق بھی ادا کر دیں ، اور یہ بھی کر سکتے ہیں کہ آپ اسے طلاق دینے کی بجائے اپنے پاس ہی رکھیں لیکن اس کے لیے اس کی سچی توبہ شرط ہے اگر دیکھیں کہ وہ سچی توبہ کر لیتی ہے تو آپ اسے طلاق مت دیں اور اپنے نکاح میں رہنے دیں

ہم گزارش کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ تفصیل بیان کی ہے اس میں آپ غور و خوض کریں اور اللہ سے معاملات کی آسانی سہولت کی دعا کریں

واللہ اعلم .

الاسلام سوال و جواب